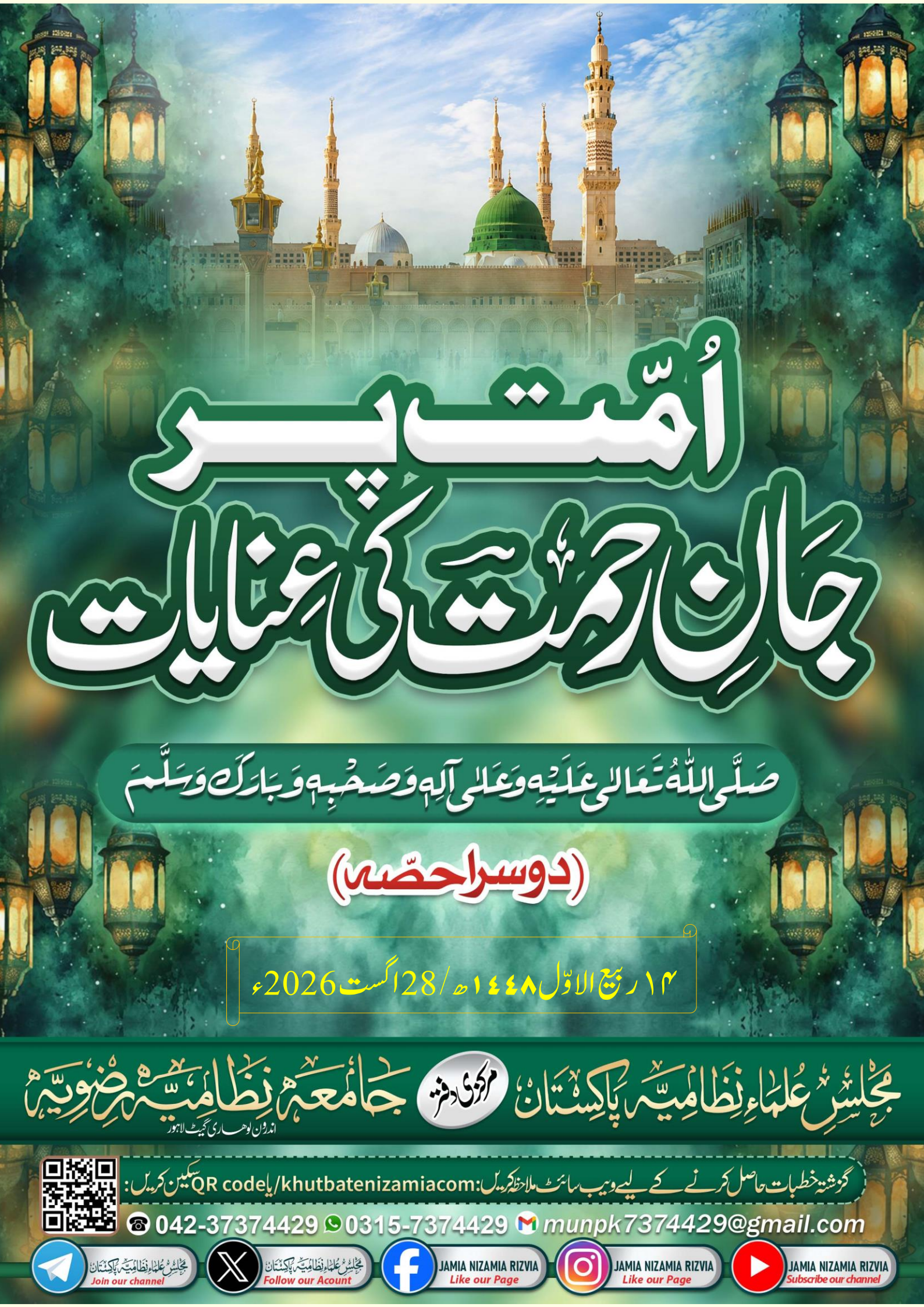
اُمّت پر
جانِ رحمت کی عنایات
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ
(دوسرا حصّہ)
۱۴ ربیع الاوّل ۱۴۴۸ھ / 28 اگست 2026ء
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان
مرکزی دفتر
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور
گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/ یا QR code سکین کریں:
042-37374429
0315-7374429
munpk7374429@gmail.com
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان
Join our channel
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان
Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA
Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA
Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA
Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ۔ [التوبۃ9:128]

اللہ تعالیٰ یہ بات پسند فرماتا ہے کہ بندے اُس کے بے حساب انعامات کا زیادہ سے زیادہ شکر ادا کریں۔ اُس نے قرآنِ مجید میں شکر کا حکم فرمانے کے ساتھ ساتھ شکر گُزاری پر مزید کرم نوازیوں کا وعدہ فرمایا ہے اور ناشکری پر سزا کی وعید بھی سنائی ہے۔[1]

ربِّ کریم کی بے شمار نعمتیں ایسی بھی ہیں جو وہ اپنے بندوں کے ذریعے عطا فرماتا ہے۔ اِن سے متعلق حکم دیا گیا ہے کہ انسان اپنے مالکِ کریم کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اُن بندوں کا بھی احسان مند رہے جن کو اللہ پاک نے اِنعام کا ذریعہ بنایا ہے۔ سیدنا ابو سعید سعد خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنۡ لَّمۡ یَشۡکُرِ النَّاسَ لَمۡ یَشۡکُرِ اللّٰہَ۔ یعنی "جو بندوں کا شکریہ ادا نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بھی نہیں ہے۔" (جامع ترمذی، حدیث:1955، صحیح لغیرہٖ)

اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ خالقِ کائنات کی نعمتوں کا سب سے بڑا ذریعہ امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے، بلکہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ کریم کی ہر نعمت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ کرم سے ہی تقسیم ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے خوب فرمایا:

لَا وَرَبِّ الۡعَرۡش جس کو جو ملا اُن سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

چنانچہ حدیثِ پاک کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ جو بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نیاز مند اور ممنونِ کرم نہیں بنتا وہ کبھی بھی خالقِ کریم کا شکر گزار ہونے کی سعادت بھی نہیں پا سکتا۔ انسان رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان مند ہو گا تبھی اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بن سکے گا۔

اگرچہ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم بلا مُبالَغہ ساری کائنات کے محسنِ اعظم ہیں، تاہم اپنی اُمّت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عِنایات تو حدِّ شمار سے بھی زیادہ ہیں؛ لہٰذا ہر اُمّتی پر فرضِ اعظم ہے کہ وہ اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقتوں کو تسلیم بھی کرے اور اُن پر آپ کا شکر گزار بھی رہے۔

محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پناہ احسانات پر غور کرنے سے دل میں مَحبّتِ رسول کا جذبہ بھی پروان چڑھتا ہے اور ایمان کی حلاوت و چاشنی بھی نصیب ہوتی ہے۔

ماہِ ربیع الاوّل عشقِ رسول کو فروغ دینے کا مہینہ ہے۔ میلادِ پاک کی محافل اور جشن کا بنیادی مقصد مَحبّتِ رسول کو فروغ دینا ہی ہے؛ چنانچہ گزشتہ خطبۂ جمعہ میں انسانیت پر جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پایاں عِنایات میں سے چند کا تذکرہ ہوا تھا۔ اِسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے آج بالخصوص رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی اُمّت پر بے پناہ شفقت و مہربانی کا مختصر تذکرہ کیا جائے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] ابراھیم 14:7

بے پناہ شفقت و رحمت

سرکارِ دو عالَم ﷺ تمام جہان کے لیے رحمت ہیں اور یہ آپ کا ساری مخلوق پر احسانِ عظیم ہے، تاہم بطورِ خاص اپنی اُمّت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی مَحبّت، شفقت، رحمت، مہربانی اور عِنایت ایسی بے مثال ہے کہ اگر ساری اُمّت اپنی تمام تر زندگیاں حضور کی شفقتوں کا شکریہ ادا کرنے میں گزار دے تب بھی آپ کے بے پایاں اِحسانات کا حق ادا نہیں کر سکتی۔

ارشادِ خداوندی: سرکارِ دو عالَم ﷺ کی شفقتوں کا عالَم یہ ہے کہ باری تعالیٰ اُمّتِ مسلمہ کو آپ کی مہربانیوں کا احساس دلا کر آپ کا نیاز مند بننے کا حکم فرماتا ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ یعنی "میری عزّت و جلال کی قسم! یقیناً تمہارے پاس تم ہی میں سے وہ عظیم الشان رسول تشریف لائے ہیں جن پر تمہارا مَشقّت میں پڑنا بہت گراں ہے، وہ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے ہیں، مسلمانوں پر بہت ہی مہربان، بڑے ہی رحمت فرمانے والے ہیں۔" [التوبہ 128:9]

اِس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضورِ اقدس ﷺ کو اپنے دو نام عطا فرمائے ہیں: 1) رءوف۔ 2) رحیم۔ تاج دارِ بریلی، معلّمِ عشق و محبت، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے آیتِ کریمہ کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا:

وہ نامی کہ نامِ خدا نام تیرا
"رؤف" و "رحیم" و "علیم" و "علی" ہے

ربِّ کریم نے شفقت و مہربانی میں کسی وقت کی قید نہیں رکھی، بلکہ تمام مسلمانوں کے حق میں حضور ﷺ کی مہربانی کا ذکر فرمایا ہے۔ اِس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جانِ رحمت ﷺ کسی ایک زمانے کے مسلمانوں پر ہی مہربان نہیں، بلکہ اپنی تمام اُمّت پر کل بھی شفقت فرماتے تھے، آج بھی کرم نوازی فرماتے ہیں اور قیامت تک رأفت و رحمت فرماتے رہیں گے۔

ہر اُمّتی کو اپنے اندر یہ شعور بیدار کرنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ مجھ پر مہربان ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کہا:

مومن ہوں مومنوں پہ رؤف و رحیم ہو
سائل ہوں سائلوں کو خوشی لا نَہر کی ہے

شفقت کے مَظاہر: رسول اللہ ﷺ کی اُمّت پر بے پناہ شفقت کا اِظہار کئی طرح سے ہوتا ہے۔ بطورِ مثال چند اُمور پر غور کیجیے!

آسانی اور دُعاؤں کی عطا: آپ ﷺ نے اُمّت کو نہایت آسان شریعت عطا فرمائی اور ایسے احکام دیے ہی نہیں جن کو پورا کرنے میں سخت مَشقّت ہو۔ نیز آپ ﷺ اُمّت کو ہمیشہ دُعاؤں سے نوازتے رہتے ہیں۔ (اِس پر بعد میں تفصیلی کلام کیا جائے گا)

مَشقّت کے باوُجود خاطر داری: رحمتِ عالَم ﷺ کی اُمّت پر شفقت کا عالَم یہ تھا کہ آپ کمزور ترین افراد کا دل بھی نہیں توڑتے تھے، حتّٰی کہ خود مَشقت برداشت کر کے بھی اُن کی دل جوئی فرمایا کرتے تھے۔ سیدنا انَس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ جب نمازِ فجر ادا فرماتے تو مدینۂ منوّرہ کے خُدّام (باندیاں غلام) اپنے پانی سے بھرے برتن لے کر حاضرِ خدمت ہو جاتے، فَمَا يُؤْتَى بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيهَا، فَرُبَّمَا جَاءُوهُ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيهَا۔ یعنی جو برتن بھی لایا جاتا آپ ﷺ (برکت اور عافیت و شِفا سے نوازنے کے لیے) اپنا دستِ مبارک اُس میں ڈبو دیتے، بعض اوقات سخت سردی کی صبح میں بھی لوگ پانی لاتے تب بھی آپ ﷺ اپنے دستِ اقدس سے پانی کو بابرکت بنا دیتے۔ (صحیح مسلم، حدیث: رقم:2324)

حدیثِ پاک سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کیسی عقیدت و چاہت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی برکتیں لُوٹتے تھے اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود تکلیف اُٹھا کر بھی اُمّتیوں کی دل جوئی ضرور فرماتے تھے۔

قلبِ سلیم: صاحبِ نعلَین و وِسادہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَا يُبَلِّغْنِي أَحَدٌ مِّنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا؛ فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ۔ یعنی "بلا ضرورت میرا کوئی بھی صحابی دوسرے کی ناپسندیدہ اور غصّہ دلانے والی بات مجھ تک نہ پہنچائے؛ کیونکہ مَیں چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس اِس طرح آیا کروں کہ میرا سینہ بالکل صاف ہو (کسی پر ناراضی وغیرہ نہ ہو)۔" (سننِ ابو داوٗد، حدیث:4860۔ جامع ترمذی، حدیث:3896)

اِن حسین کلمات میں رسول اللہ ﷺ کے اُمّت سے پیار اور چشم پوشی کا ذکر ہے اور در حقیقت یہ جان سے زیادہ قریب نبیِ کریم ﷺ کی طرف سے اُمّت کی تربیت ہے کہ آپس میں ناراضی اور بغض و نفرت نہ رکھا کرو! میرا اُسوہ یہ ہے کہ اُمّت کے بارے میں دل صاف رکھتا ہوں تو تمہیں بھی میری اُمّت سے متعلق دل صاف ہی رکھنا چاہیے۔

ڈانٹ کو بھی رحمت بنانا: نبیِ کریم ﷺ نے بارگاہِ الٰہی میں ایک ایسی دُعا فرمائی جو عقل کو وَرطۂ حیرت میں ڈال دیتی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی دُعائے نبوی میں یہ الفاظِ کریمہ بھی ہیں: وَإِنِّي قَدِ اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَّنْ تُخْلِفَنِيهِ،[1] فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ آذَيْتُهُ أَوْ سَبَبْتُهُ[2] أَوْ جَلَدْتُّهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ كَفَّارَةً وَّقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ یعنی "اِلٰہی! مَیں تجھ سے دُعا کرتا ہوں، مجھے یقین ہے کہ تُو میری التجا کو ردّ نہیں فرمائے گا، جس مسلمان کو مجھ سے کسی بھی طرح کی تکلیف پہنچی ہے تو اِس اذیّت کو اُس کے لیے رحمت اور پاکیزگی و بخشش و قُرب کا ذریعہ بنا دے! قیامت کے دن اِس کے سبب اُسے اپنا قُرب عطا فرمانا!" (مسلم:2601)

---

[1] اَلْمَقْصُوْدُ الْمُبَالَغَةُ فِي الطَّلَبِ وَالْقَبُوْلِ وَتَحْقِيْقُ الرَّجَاءِ، كَأَنَّهُ عَهْدٌ لَا يُنْقَضُ وَوَعْدٌ لَنْ يُخْلَفَ وَلَا يَخِيْبُ الرَّجَاءُ فِيْهِ۔ (لمعات، تحت:2224)

[2] وَهٰذَا وَالَّذِيْ بَعْدَهُ تَفْصِيْلٌ لِلْإِيْذَاءِ الَّذِيْ أُجْمِلَ أَوَّلًا۔ (الکوکب الوھّاج)

اِظہارِ شفقت... اُمّت کی خیر خواہی پر کرم نوازی

سرورِ عالَم ﷺ کی اُمّت پر بے پناہ رحمت ورأفت کا اظہار یوں بھی ہوتا ہے کہ جو بندہ رسول اللہ ﷺ کے کمزور اُمّتیوں پر مہربانی کرے آپ اُس پر نہایت شفقت اور خاص کرم نوازی فرماتے ہیں۔

حکیم الاُمّت سیدنا ابو درداء عُویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِبْغُوْنِیْ فِی الضُّعَفَاءِ! یعنی "کمزوروں (کی خدمت کرکے اُن) میں میری رِضا وخوشنودی تلاش کرو!"

(المستدرک علی الصحیحین:2509۔ سننِ ابوداوٗد، حدیث:2594۔ جامع ترمذی، حدیث:1702۔ ترجمہ ماخوذ از مرقاۃ المفاتیح)

آج بھی جو خوش نصیب اُمّت کی خیر خواہی کرے رسول اللہ ﷺ اُس پر کمال مہربانی فرماتے ہیں۔ اِس حوالے سے بے شمار واقعات ہیں، ایک خوب صورت اور سبق آموز واقعہ یمین الدولہ ابو القاسم سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ (م:1030ء) کا بھی ہے۔

سلطان کو حدیثِ مبارک إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ[1] "بلاشبہ علمائے حق انبیائے کرام کے وارث ہیں" کے حوالے سے تردُّد تھا، نیز قیامت کے بارے میں تشویش تھی اور یہ شک بھی تھا کہ وہ ناصر الدین سَبُکْتَگِین کے بیٹے ہیں یا نہیں!

ایک رات کو سلطان تنہائی میں کہیں سے واپس آرہے تھے اور خادم سونے کا شمع دان (Candle holder) اُٹھائے آگے آگے چل رہا تھا۔ سلطان کی نظر ایک ایسے طالبِ علم پر پڑی، جو مَدْرَسے میں اپنے سبق کا تکرار کر رہا تھا۔ جب اُسے کتاب سے کوئی عبارت دیکھنے کی ضرورت پیش آتی تو وہ تاریکی کے باعث قریبی جنرل اسٹور کے پاس جاتا اور اُس کے چراغ کی روشنی میں کتاب دیکھ لیتا۔ سلطان کو اُس طالبِ علم پر ترس آیا، اُنھوں نے سونے کے شمع دان سمیت چراغ اُسے تحفے میں دے دیا؛ تاکہ وہ آسانی سے اپنی تعلیم جاری رکھے۔

اُسی رات سلطان کو امام الانبیا ﷺ کے جمالِ جہاں آرا کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یا ابن امیر ناصر الدین سَبُکْتَگِین! أَعَزَّكَ اللهُ فِي الدَّارَيْنِ كَمَا أَعْزَزْتَ وَرَثَتِيْ! یعنی "اے امیر ناصر الدین سَبُکْتَگِین کے بیٹے! جس طرح تُو نے میرے وارثوں کی عزّت کی ہے اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں تجھے عزّت سے نوازے!" صاحبِ جوامع الکَلِم رسول اللہ ﷺ نے اِس ایک حسین جملے میں سلطان کی تینوں مشکلات کو حل فرمادیا۔

(تاریخِ فرشتہ [فارسی]، ج:1، مقالہ اول، ذکرِ سلطان محمود، ص:36، مطبع منشی نول کشور۔ نوٹ: یہ نسخہ انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے)

اِس روایت سے واضح طور پر سبق ملتا ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ آج بھی اُمّت کی خیر خواہی اور کمزوروں کی مدد، خصوصًا دینی طلبہ کے ساتھ تعاوُن کرنے والوں پر خاص مہربانیاں فرماتے ہیں اور اپنے ہر اُمّتی پر شفقت کی نگاہ رکھتے ہیں۔

---

[1] رواہ الترمذیّ عن سیّدنا أبی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعًا، برقم: 2682، وھو حسن لغیرہ

اظہارِ شفقت... جان سے زیادہ قریب

نبیِ کریم ﷺ کی عظمت وشان اِس قدر بلند وبالا ہے کہ اُمّت کی آپ کے ساتھ کوئی نسبت ہی نہیں، جب انبیائے کرام علیہم السلام میں بھی کوئی آپ ﷺ کا ہمسر نہیں تو کسی اُمّتی کی کیا حیثیت! اِس کے باوُجود یہ سرورِ عالَم ﷺ کا احسانِ عظیم ہے کہ آپ اپنی اُمّت کے بہت قریب ہیں، بلکہ سب سے زیادہ قریب ہیں، حتّٰی کہ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

امامِ اہلِ سنّت، محدّثِ بریلی علیہ الرحمہ نے خوب فرمایا:

وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں، وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں
کوئی کہہ دو یاس و اُمّید سے، وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں [1]

ارشادِ ربّانی: خالقِ کریم نے فرمایا: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ ”یہ نبی مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ اُن کے قریب ہیں / اُن کے مالک ہیں۔“ [الاحزاب 6:33]

جسم کی ساری بہار جان کے ساتھ ہے اور حضورِ اقدس ﷺ جان سے بھی زیادہ قریب اور مالک ومختار ہیں، یعنی دین ودُنیا کے تمام اُمور میں اپنی چاہت کو قربان کرکے آپ کے حکم پر عمل کرنا واجب ہے، نیز آپ کا لُطف وکرم جان سے بھی بڑھ کر ہے۔

فرمانِ مصطفوی: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

- مَا مِنْ مُّؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلٰی بِهٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ سَیِّدِنَا جَابِرٍ: اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ [2]۔ ”مَیں دُنیا و آخرت میں ہر مسلمان کی جان سے بھی زیادہ اُس کے قریب ہوں / ہر مسلمان پر میرا حق اُس کی اپنی جان سے بھی زیادہ ہے۔“
- اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ: {اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ}! ”تم چاہو تو (دلیل کے طور پر) اللہ تعالیٰ کا ارشاد پڑھ لو: {یہ نبی مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ اُن کے قریب ہیں / اُن کے مالک ہیں}!“ (صحیح بخاری، حدیث: 2399)

اگر ہم اِس بات کو فقط نظریّے کی حد تک نہ رکھیں، بلکہ اپنے دلوں کی گہرائیوں میں بھی اُتاریں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری جانوں سے زیادہ قریب ہیں تو زندگی کا رُخ ہی بدل جائے اور ایمان کی مٹھاس کے ساتھ ساتھ اِطاعت کا حقیقی جذبہ بھی نصیب ہو۔

---

[1] شَرَف: عظمت وبزرگی۔ قطع: منقطع ہونا، کٹ جانا۔ یاس: ناامیدی۔ یعنی حضور ﷺ کا شرف ایسا ہی ہے کہ اُن کے ساتھ کسی کی کوئی نسبت ہی نہیں، مگر اُن کا کرم یہ ہے کہ وہ سب سے قریب ہیں... ناامّیدی کو یہ پیغام دے دو کہ اُن کا رُتبہ بہت بلند ہے، گویا وہ عالَمِ امکان میں کہیں بھی نہیں اور اُمّید سے کہہ دو اُن کا کرم اتنا عام ہے کہ وہ ہر جگہ ہیں، کون سا مقام اُن کے فیض سے خالی ہے! (برزخِ بَحْرَیْنِ اِمکان ووُجوب... مِٹ جائے یہ خودی تو وہ جلوہ کہاں نہیں)

[2] رواہ مسلم فی صحیحہ برقم: 867۔ قَوْلُهٗ ﷺ: أَنَا أَوْلٰی، أَیْ: أَقْرَبُ لَهٗ مِنْ نَفْسِهٖ أَوْ أَحَقُّ بِهٖ مِنْهَا۔ (المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم)

آخرِ اُمّت پر کرم نوازی

حامیِ اُمّت، والیِ بے کساں ﷺ کی بے پایاں عِنایات کا ایک اَہَمّ پہلو یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے کرم نوازیوں کو صرف اپنے زمانۂ اقدس میں موجود صَحابہ تک محدود نہیں رکھا، بلکہ آخرِ زمانہ میں قیامت کے قریب پیدا ہونے والے اُمّتیوں کو بھی خصوصی شفقتوں اور مہربانیوں سے سرفراز فرمایا ہے۔

تڑپنے والوں کو یاد فرمانا: جن خوش نصیب عاشقانِ رسول ﷺ کو صدیوں بعد بھی جانِ عالم ﷺ کی زیارت کا شوق تڑپاتا اور رُلاتا ہے، آپ ﷺ نے تعریف کے انداز میں اِن کا تذکرہ فرماتے ہوئے اِن کی عزّت افزائی فرمائی ہے۔

سیدنا ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مِنْ أَشَدِّ أُمَّتِي لِي حُبًّا نَاسٌ يَكُونُونَ بَعْدِي۔

"میری اُمّت میں میرے ساتھ شدید ترین مَحبّت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے۔" پھر اِن کے جذبۂ محبّت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ رَآنِي بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ۔ (صحیح مسلم، حدیث:2832)

شارحینِ حدیث نے اِن حسین جملوں کے دو مفہوم بیان فرمائے:

i. "وہ تمنّا کریں گے کہ کاش! اُنھیں میری زیارت وملاقات نصیب ہوتی تو وہ اپنا مال اور اہل وعیال سب کچھ مجھ پر قربان کر دیتے!"[1]

ii. "اُن کا جذبہ ہو گا کہ اگر دَولت اور اہل وعیال سب کچھ قربان کر کے خواب میں یا جاگتے ہوئے دیدارِ مصطفیٰ ﷺ نصیب ہو جائے تو بھی یہ بہت بڑی سعادت ہے!"[2]

عالمِ ربّانی پیر سید مہر علی شاہ سیالوی گولڑوی علیہ الرحمہ نے ایسے عاشقوں کی ترجمانی کرتے ہوئے تمنّا کی:

ایہا صورت شالا پیشِ نظر، رہے وقتِ نزع تے روزِ حشر
وِچ قبر تے پُل تھیں جد ہوسی گزر، سب کھوٹیاں تھیسن تد کھریاں

یہ سرورِ عالم ﷺ کا کیسا عظیم معجزہ ہے کہ آپ ربّ تعالیٰ کے بتانے سے صدیوں بعد پیدا ہونے والے اپنے عاشقوں کو جانتے بھی تھے اور آپ نے اُن کے دلوں کی کیفیت ارشاد بھی فرمادی۔[3]

---

[1] يَعْنِي يَتَمَنَّى أَحَدُهُمْ أَنْ يَكُونَ يَفْدِي بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ لَوِ اتَّفَقَ رُؤْيَتُهُمْ وَوُصُولُهُمْ إِلَيَّ۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث: 6284)

[2] وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ - وَاللهُ أَعْلَمُ - رُؤْيَتَهُ صلى الله عليه وسلم بِالْكَشْفِ يَقْظَةً، كَمَا يَكُونُ لِلْكُمَّلِ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ، وَمَنَامًا أَيْضًا كَمَا يَكُونُ لِسَائِرِ الْمُؤْمِنِينَ؛ فَإِنَّ مِنَ الْمُشْتَاقِينَ مَنْ يَتَمَنَّى ذٰلِكَ وَيَرٰى أَنَّ لَوْ كَانَ حَصَلَ لَهُ ذٰلِكَ بِفِدَاءِ أَهْلِهِ وَمَالِهِ بَلْ رُوحِهِ وَجَمِيعِ مَالَهُ لَكَانَ فِيهِ سَعَادَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ (لمعات التنقیح، تحت الحدیث: 6284)

[3] التیسیر بشرح الجامع الصغیر، زیرِ حدیث: 1060

مُلاقات کی چاہت: سیدنا انَس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَدِدْتُ أَنِّي لَقِيتُ إِخْوَانِي۔ "چاہت ہے کہ مَیں اپنے (دینی) بھائیوں سے ملاقات کروں!" صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: حضور! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ فرمایا: أَنْتُمْ أَصْحَابِي، وَلٰكِنْ إِخْوَانِيَ الَّذِينَ آمَنُوا بِي وَلَمْ يَرَوْنِي۔ "(تمہارا درجہ بلند ہے) تم تو میرے صحابہ ہو، میرے بھائی وہ ہیں جو میرا دیدار کیے بغیر ہی مجھ پر ایمان لائیں گے۔" (مسند احمد، حدیث: 12579، یؤیّدہ حدیثٌ صحیحٌ أخرجہ مسلمٌ فی صحیحہٖ برقم: 249)

حضور ﷺ نے نہ صرف بعد والے اُمتیوں کے ساتھ ملاقات کی چاہت فرمائی، بلکہ از راہِ بندہ پروَری اُنھیں اپنا بھائی بھی فرمایا، اگرچہ کسی اُمّتی کو اجازت نہیں کہ حضور کو اپنا بھائی کہے۔

تمام اُمّت میں خیر کی بشارت: آخرِ زمانہ کے مسلمانوں پر رسول اللہ ﷺ کا یہ اِحسانِ عظیم بھی ہے کہ آپ نے اُنھیں احساسِ کمتری کا شکار نہیں ہونے دیا، بلکہ اُنھیں بھی خیر و بھلائی کی خوش خبری سے نوازا ہے۔

سیدنا انَس بن مالک اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرٰى أَوَّلُهُ خَيْرٌ أَمْ آخِرُهُ۔ مفہوم یہ کہ "میری اُمّت کی مثال بارش کی طرح ہے۔ جیسے بارِش کے فقط ایک حصّے کو نفع بخش نہیں کہا جا سکتا، بلکہ بارانِ رحمت کا پہلا قطرہ بھی فائدہ مند ہوتا ہے اور آخری بھی... یوں ہی اُمّت کے بارے میں بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فقط اُس کے پہلے حصّہ میں ہی خیر ہے، بلکہ تمام اُمّت میں بھلائی موجود رہے گی۔"

(جامع ترمذی، حدیث: 2869۔ مسند احمد، حدیث: 18881۔ صحیح ابنِ حبّان، حدیث: 3959، صحیح بشواہدہٖ)

یقیناً افضل تو صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ عِظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی ہیں، تاہم رسول اللہ ﷺ نے مثال کے ذریعے کتنے حسین انداز سے اُمّت کے آخری افراد کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ اُن میں بھی بھلائی موجود رہے گی۔[1] چنانچہ:

⟸ اُمّت کے پہلے افراد کا اِعزاز ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا دیدار کیا اور معجزات دیکھ کر ایمان لائے، جب کہ آخرِ اُمّت کو ایمان بالغیب کا شرف مل رہا ہے، یعنی وہ بن دیکھے کلمہ پڑھتے اور دل و جان سے فِدا ہوتے ہیں۔

⟸ خیر القرون والوں نے احادیث کو پہنچانے اور دینی قواعد کی بنیاد رکھنے میں اپنی توانائیاں صرف کیں، جب کہ بعد والے علمائے حق نے احادیثِ کریمہ کو محفوظ کرنے اور دینی علوم کو مزید نکھارنے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔[2]

---

[1] فَهُوَ كِنَايَةٌ عَنْ كَوْنِ الْأُمَّةِ كُلِّهِمْ خَيْرًا كَالْمَطَرِ كُلُّهُ خَيْرٌ وَنَافِعٌ، فَحِينَئِذٍ لَا يَكُونُ "خَيْرٌ" اسْمَ تَفْضِيلٍ... (لمعات التنقیح)

[2] فَإِنَّ الْأَوَّلِينَ آمَنُوا بِمَا شَاهَدُوا مِنَ الْمُعْجِزَاتِ وَتَلَقَّوْا دَعْوَةَ الرَّسُولِ ﷺ بِالْإِجَابَةِ وَالْإِيمَانِ، وَالْآخِرِينَ آمَنُوا بِالْغَيْبِ لِمَا تَوَاتَرَ عِنْدَهُمْ مِنَ الْآيَاتِ وَاتَّبَعُوا مَنْ قَبْلَهُمْ بِالْإِحْسَانِ، وَكَمَا أَنَّ الْمُتَقَدِّمِينَ اجْتَهَدُوا فِي التَّأْسِيسِ وَالتَّمْهِيدِ، فَالْمُتَأَخِّرُونَ بَذَلُوا وُسْعَهُمْ فِي التَّلْخِيصِ وَالتَّجْرِيدِ وَصَرَفُوا عُمُرَهُمْ فِي التَّقْرِيرِ وَالتَّأْكِيدِ... (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث: 6286)

حرفِ آخر: نبیِ کریم ﷺ کی بے پناہ شفقت و رحمت

بندے کو جو نعمت بھی حاصل ہوتی ہے حقیقت میں وہ ربِّ کریم کی ہی عطا ہے؛ لہٰذا انسان کو اپنے خالقِ کریم کا شکر ہمیشہ ادا کرتے رہنا چاہیے، تاہم مُنعِمِ حقیقی بہت سی نعمتیں اپنے بندوں کے وسیلے سے عطا فرماتا ہے، چنانچہ اُن بندوں کا اِحسان تسلیم کرنا بھی ضروری ہے۔

اِس حقیقت میں کوئی مبالغہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں اُس کے حبیبِ کریم ﷺ کے دستِ کرم سے ہی تقسیم ہوتی ہیں۔

اُس کی بخشش اِن کا صدقہ	دیتا وہ ہے دِلاتے یہ ہیں
رب ہے مُعطی یہ ہیں قاسِم	رِزق اُس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

چنانچہ محسنِ اعظم ﷺ کا شکر گزار و احسان مند ہونا عقل و شعور کا تقاضا بھی ہے اور قرآن و سنّت کا واضح حکم بھی۔ جو نالائق سیدِ عالَم ﷺ کا احسان مند نہیں بنتا وہ خالقِ کریم کا شکر گزار بھی نہیں ہو سکتا۔

لفظِ ربیع کا معنٰی بہار ہے اور ماہِ ربیع الاوّل محبّتِ رسول میں اِضافے کے لیے موسمِ بہار کی حیثیت رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اُلفت میں ترقّی کا ایک اَہَمّ ذریعہ یہ بھی ہے کہ بندہ آپ ﷺ کے عظیم احسانات اور بے پایاں عنایات پر غور کرے۔

چنانچہ گزشتہ خطبۂ جمعہ میں انسانیت پر امام الانبیا ﷺ کے اِحساناتِ عظیمہ کا ذکرِ خیر ہوا تھا اور آج ''اُمّت پر جانِ رحمت ﷺ کی بے پایاں عنایات'' کے عنوان سے کچھ باتیں ذکر کی گئیں۔ چند اَہَمّ نکات یہ ہیں:

1) سرکارِ دوعالَم ﷺ کا احسانِ عظیم ہے کہ آپ اپنی اُمّت پر بے انتہا شفقت، حد درجہ مہربانی اور نہایت بندہ پروری فرماتے ہیں، حتّٰی کہ خود ربِّ کریم نے اُمّت کو آپ کی رحمت و رأفت کا احساس دلایا ہے اور آپ کی نیاز مندی کا حکم فرمایا ہے۔

2) جانِ رحمت ﷺ کی شفقتوں کا اِظہار یوں بھی ہوتا ہے کہ آپ مختلف ذرائع سے اُمّت کی دل جوئی فرماتے، یہاں تک کہ خود مَشَقَّت برداشت فرما لیتے، مگر اُمّتی کا دل نہیں توڑتے تھے۔

3) رسولِ رحمت ﷺ کے قلبِ مبارک میں اُمّت کا اتنا پیار ہے کہ آپ کسی اُمّتی سے متعلق ناگواری والی بات سُننا بھی پسند نہیں فرماتے تھے؛ اِسی لیے آپ نے بلا ضرورت دوسروں کی غصّہ دلانے والی بات پہنچانے سے منع فرمایا تھا۔

4) یہ بھی کمالِ شفقت کا اِظہار ہے کہ آپ ﷺ نے اگر کسی کو بجا طور پر ڈانٹا تھا تو اُس سے متعلق بھی دُعا فرمائی: ''اِلٰہی! میرے اُمّتی کے دل کو جو ٹھیس پہنچی ہے اُسے اُس کے لیے رحمت و پاکیزگی اور قرب کا ذریعہ بنا دے!''

5) یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی کمال بندہ پروری ہے کہ جو شخص آپ کے کمزور اور خستہ حال اُمّتیوں پر مہربانی کرے حضور ﷺ اُس پر خوش ہوتے ہیں اور خاص کرم نوازی فرماتے ہیں۔

6) حد تو یہ ہے کہ بے پناہ عظمت اور بلند ترین مقام کے باوُجود جانِ رحمت ﷺ اپنے ہر اُمّتی کی جان سے بھی زیادہ اُس کے قریب اور مالک و خیر خواہ ہیں۔

7) حامیِ اُمّت ﷺ کی بے پایاں عِنایات صرف اُن خوش نصیبوں تک محدود نہیں جو ظاہری طور پر آپ کے قدموں میں بیٹھتے تھے، بلکہ آپ ﷺ نے قیامت کے قریب پیدا ہونے والے اُمّتیوں کو بھی خصوصی شفقتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ حضور ﷺ نے اُن کا ذکر بھی فرمایا، اُن سے ملاقات کی چاہت بھی ظاہر فرمائی اور اُن میں خیر و بھلائی موجود رہنے کی بشارت سے بھی نوازا۔

اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آئندہ خطبات میں آپ ﷺ کے مزید احسانات کا تذکرہ کیا جائے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

مخالفینِ قانونِ ناموسِ رسالت کی مذمّت: پاکستانی قانون کے مطابق جو شخص امام الانبیا ﷺ کی شانِ رفیع میں گستاخی کرے اُس کی سزا موت ہے۔ یہ قانون (295c) قرآن و سنّت کے عین مطابق ہے اور مسلمانوں کے جذبات کا ترجمان ہے۔

بعض عَناصِر بیرونی ایجنڈے پر کام کرتے ہوئے گستاخانِ رسول کو تحفُّظ فراہم کرنے کے لیے وقتاً فوقتاً اِس قانون سے متعلق ہرزہ سرائی کر کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرتے ہیں۔ رواں ہفتے ایک بدبخت خاتون ڈاکٹر نے نیشنل پریس کلب اسلام آباد میں اِس قانون کو نعوذ باللہ کالا قانون کہا اور اِسے ختم کرنے یا اِس میں ترمیم کرنے کا مطالبہ کیا۔

اِس حوالے سے تمام گستاخانِ رسول اور اُن کے سہولت کاروں کو یہ واضح پیغام ہے کہ مسلمان اپنے نبیِ کریم ﷺ کے ساتھ اپنی جان سے بھی بڑھ کر پیار کرتے ہیں اور آپ ﷺ کی عزّت و ناموس کے تحفُّظ کے لیے جان قربان کرنے کو ہزار سعادت سمجھتے ہیں۔ ہم قانونِ ناموسِ رسالت میں کسی قسم کی ترمیم کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ حکومت اور اداروں کو چاہیے کہ اہلِ پاکستان کے جذبات کو سمجھیں اور اِس قانون کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے والوں کو لگام دیں۔

شرعی مسئلہ: بعض اوقات دیگر حضرات کو بھی کارِ خیر میں شریک کرنے کی خاطر محفلِ میلاد وغیرہ کے سلسلے میں چندہ جمع کیا جاتا ہے۔ اِس حوالے سے یہ شرعی اُصول ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ چندے کی رقم فقط اُسی کام میں استعمال کی جا سکتی ہے جس کے لیے وہ جمع کی گئی تھی؛ لہٰذا محفلِ میلاد کے لیے حاصل کیا گیا چندہ بھی فقط محفلِ میلاد میں ہی استعمال کرنے کی اجازت ہے۔

اگر کچھ رقم بچ جائے تو وہ چندہ دینے والوں کی امانت ہے، اُنھیں واپس کی جائے یا اُن سے اجازت حاصل کر کے کسی دوسرے اچھے کام میں صَرف کی جائے۔ چندہ دینے والوں کا علم نہ ہو سکے تو وہ رقم لقطہ کی طرح ہے، کسی دوسری محفلِ میلاد میں خرچ کی جائے، ورنہ اگلے سال اِسی محفلِ میلاد کے لیے محفوظ رکھی جائے یا کسی بھلائی کے کام میں خرچ کر دی جائے۔[1]

---

[1] فتاوٰی رضویہ، ج:23، ص:563 پر تصریح ہے کہ چندہ دینے والوں کا علم نہ ہو سکے تو باقی ماندہ رقم لقطہ کے حکم میں ہے اور مصارفِ خیر میں خرچ ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ جانِ رحمت ﷺ کے صدقے میں ہمیں آپ کی مَحبَّت سے بہرہ مند فرمائے اور آپ کا احسان مند رہتے ہوئے ہمیشہ اُسوۂحسنہ پر عمل کر کے دین ودُنیا کی کامیابی حاصل کرنے کی توفیق سے نوازے!

خالقِ کائنات تمام اُمتِ مسلمہ کو ہر طرح کی آفات سے نَجات عطا کرے، خصوصًا اہلِ پاکستان کی مَعاشی مشکلات کو آسان فرمائے اور تمام حوادِث کے نقصانات سے محفوظ رکھے!

قادرِ مطلق مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار فرمائے! اہلِ غزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی وبیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن وسلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ فرمادے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!